شیخ الاسلام مولانا شبیر احمد عثمانیؒ

مسلمان اور علوم و فنون

ترقی علوم و فنون کے متعلق انسائیکلوپیڈیا میں لکھا ہے جس کا خلاصہ نقل کرتا ہوں، سنہ ۷۴۹ء خلفائے عباسیہ کے عہد میں علم ادب و فنون حکمت کا ظہور ہوا۔ اور المنصور سنہ ۷۵۴ء کے ایام حکمرانی سے ہارون الرشید سنہ ۸۰۹ء تک بڑی فیاضی سے اسکی تربیت ہوئی۔ بہت سے ملکوں سے اہل علم طلب کئے گئے۔ اور بادشاہانہ سخاوت سے ان کی بہت کچھ داد و دہش کی گئی۔ اہل یونان و شام و ایران قدیم کی عمدہ عمدہ کتابیں عربی میں ترجمہ ہو کر شائع اور مشتہر ہوئیں۔ خلیفہ مامون نے سلطان روم کو ساڑھے بارہ من سونا دینا اور ہمیشہ کے لئے صلح اس شرط پر منظور کی کہ لیو فیلسوف کو اجازت دی جاوے کہ تھوڑے عرصہ کے لئے وہ یہاں آکر مامون کو فلسفہ و حکمت سکھلا جاوے۔ فلسفہ حاصل کرنے کیلئے ایسی خطیر صرف کرنے کی بہت کم مثال ملے گی۔ مامون کے زمانہ میں بغداد، بصرہ، بخارا اور کوفہ میں بڑے بڑے مدرسوں کی بنا پڑی۔ اور اسکندریہ، بغداد اور قاہرہ میں عظیم الشان کتب خانے بنائے گئے۔ اسپین میں مدرسہ اعظم مقام قرطبہ کا بغداد کی علمی شہرت کی ہمسری کرتا تھا۔ اور عموماً دسویں صدی میں جہاں دیکھو وہاں مسلمان ہی علوم کے حافظ اور سکھلانے والے نظر آتے تھے۔ فرانس اور ممالک فرنگستان کے جوق در جوق طالب علم اندلس کو آنے لگے اور ریاضی اور طب عربوں سے سیکھنے لگے۔ اندلس میں چودہ مدرسے اور بڑے بڑے کتب خانے تھے۔ جن میں سے حاکم کے کتب خانہ میں چھ لاکھ کتابیں جمع ہوئیں۔ یہ کیفیت ترقی علم کی جبکہ اس زمانہ سے ملائی جاوے جو قبل زمانہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے گذرا تو ثابت ہے کہ جیسا کہ عرب فتوحات میں سبقت گرفتہ تھے۔ ایسے ہی ترقی علم میں بھی یہ لوگ تیز رفتار تھے۔ جغرافیہ، تاریخ، فلسفہ، طب، طبیعات، اور ریاضی میں مسلمانوں نے بڑا ہی کام کیا ہے۔ اور عربی الفاظ جو اب تک علوم حکمیہ میں بولے جاتے ہیں، اور بہت سے ستاروں کے نام وغیرہ اس بات کی دلیل ہیں کہ یورپ کے اکتساب علوم پر قدیم سے مسلمانوں کو بہت دخل و تصرف ہوا ہے۔ مگر بعد کے زمانہ میں ان سے زیادہ جغرافیہ کا علم بہت کچھ یورپ کو حاصل ہوا۔ ایشیا اور افریقہ جغرافیہ کی بہت اشاعت ہوئی اور علمی جغرافیہ میں پرانی عربی کتابیں اور سفر سیاحت کی دستاویزات تصنیفات ابو الفداء، ادریسی، لیو افریقانوس، ابن بطوطہ، ابن فضلان، ابن جبیر البیرونی المنجم اور ان کی تحریریں

اب تک مفید اور گرامی قدر ہیں۔ علم تاریخ بھی محنت سے حاصل کیا گیا۔ اور قدیم عربی مؤرخ جس کا حال ہم کو ملتا ہے۔ محمد الکلبی ہے۔ جو ۸۱۹ء میں گیا۔ مگر اسی زمانہ میں اور کئی ایک مؤرخ گذرے اور دسویں صدی کے شروع سے تو عرب نے علم تاریخ پر بہت توجہ کی اور جن لوگوں نے تمام جہان کی تاریخ لکھنے کا ارادہ کیا تو ان میں اوّل مسعودی، طبری، حمزہ اصفہانی اور یوٹیکیس بطریق اسکندریہ ہیں۔ (مسعودی کی تاریخ کا نام مروج الذہب اور معدن الجواہر ہے۔) اس کے بعد ابو الفرج اور جرجیس المکین (یہ دو عیسائی) اور ابو الفداء وغیرہ ہیں۔ نویری نے جزیرہ سیسلیہ کے تاریخ ایام سلطنت عرب کی لکھی بہت سے ابواب عربی تاریخوں کے جن میں عیسائیوں کی جنگ مقدس کا بیان ہے، فرانسیسی زبان میں ترجمہ ہوئی ہیں، اور اندلس میں مسلمانوں کی سلطنت کے حالات ابو القاسم قرطبی تیمنی وغیرہ نے متعدد کتابوں میں لکھے ہیں جس کسی کو ان کے حالات دریافت کرنے کا زیادہ شوق ہو تو قطر ہیمر کے تصنیفات خصوصاً وان ہیمر کی کتابوں پر رجوع کرے۔ عرب کے فلسفہ کو جو یونانی الاصل تھا۔ قرآن سے وہی نسبت ہے۔ جو اوسط زمانہ کے معقولات کو عیسائیوں کی کتب مقدسہ سے تھی، یعنی فلسفہ کو دینیات کا خادم سمجھا جاتا تھا۔ عربوں نے ارسطاطالیس کی تصنیفات کو بہت پڑھا اور اس یونان کی بہت شہرت ہوئی۔ اور بالآخر تمام فرنگستان میں عربی زبان سے لاطینی زبان میں ترجمہ کے ذریعے سے اسکی اشاعت ہوئی۔ گو عرب کو خود ہی عہد عباسیہ میں ترجمہ کے وسیلے سے حاصل ہوا تھا۔ منطق اور علم ما بعد الطبیعہ پر زیادہ توجہ ہوئی۔ اور مسلمانوں میں اہل فلسفہ یہ لوگ ہوئے ہیں۔ الکندی البصری جو نویں صدی عیسوی میں تھا۔ الفارابی جس نے ۹۵۲ء میں اصول میں کتاب لکھی۔ ابن سینا جس نے منطق اور علم ما بعد الطبیعہ اور طب کو جمع کیا۔ اور علم کیمیا اور تشخیص امراض و شناخت ادویات بنانے میں بڑی ترقی کی۔ ابن یحیٰ جس کی تحقیق کی بڑی شہرت ہوئی۔ الغزالی جس نے تہافۃ الفلاسفہ تصنیف کی۔ ابوبکر بن طفیل جس نے اپنے حی بن یقظان میں انسانوں کا حیوانوں سے ظہور میں آنے کا مسئلہ بیان کیا۔ اور اس کا شاگرد ابن رشد جو ارسطاطالیس کے مفسر ہونے میں بڑا مشہور اور گرامی القدر تھا۔ ان لوگوں کا اور ان کے مسلک کا بیان شمولڈرس اور کی کتابوں میں مفصل ملے گا۔ بہت سے ان عرب فیلسوفوں میں طبیب بھی تھے۔ ان کے علم خواص ادویہ میں مہارت کامل حاصل کرنے کو نیوسبت نے معلومات جنوفید سے منسوب کیا ہے۔ علم طب اس حیثیت سے کہ وہ ایک علم ہے۔ عرب ہی کی ایجاد ہے جو کہ نہایت قدیم اور وسیع علاوہ چند یعنی ہندی طبیب شروع ہی سے مل گئے تھے۔ معجون

بنانے کی کیمیائی ترکیب عربوں ہی نے ایجاد کی۔ اور دوائیں کے مرکب کرنے اور نسخہ لکھنے کی ایجاد بھی انہیں سے ہوئی۔ اور حضرت صلاح الدین کے ذریعہ یہ علم فرنگستان جنوبی میں پھیل گیا۔ دواسازی اور قرابادین کی وجہ سے علم نباتات اور کیمیا کی حاجت پڑی اور تین سو برس تک کثرت سے ان علوم کی تحصیل ہوتی رہی۔ اور جندیسابور، بغداد، اصفہان، نیشاپور، فیروزآباد، بلخ، کوفہ، بصرہ، اسکندریہ، قرطبہ وغیرہ میں فلسفہ اور طب کے مدرسے جاری ہو گئے۔ اور طبابت کے ہر صیغہ میں بجز علم تشریح کے بڑی ترقی ہوئی۔ اس کے استثنار کی وجہ یہ ہے۔ کہ قرآن میں اجسام کی تشریح منع کی گئی ہے — علم طب میں یہ لوگ بڑے نامی مشہور ہوئے۔ یعقوب کندی۔ ابن سینا۔ جس نے قانون لکھا۔ اور عرصہ تک اس فن میں یہی ایک کتاب درس میں رہی۔

علی بن عباس، اسحاق بن سلیمان، ابوالقاسم، ابن رشد جس نے طب کی تکمیل کی۔ اور علی ابن عیسیٰ وغیرہم ریاضی میں اہل عرب نے بڑی ترقی کی۔ اور الجبر والمقابلہ کو بڑی ترقی دی۔ بغداد اور قرطبہ کے مدرسوں اور رصدگاہوں میں علم ہیئت کمال شوق سے پڑھا جاتا ہے۔

الحسن نے علم مناظر و مرایا میں تصنیف کی اور نصیر الدین طوسی نے اصول اقلیدس کا ترجمہ کیا۔ ابن عقلہ نے بطلیموس کے علم مثلث پر شرح لکھی اور نظام بطلیموس کی کتاب مجسطی کو ابوالہادی اور سیریوس نے عربی میں ترجمہ کیا۔ اور دسویں صدی عیسوی البتانی نے زمین کے حلقہ منطقہ کے ارتفاع پر نظر کی۔ اور محمد بن الجبیر الثانی نے زیادہ شمس کی دریافت کی۔ [illegible] کے جدول میں کتاب لکھی۔ اور ابوالحسن علی نے آلات علم ہیئت میں تصنیف کی۔

حضرت شیخ الہند علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ اگر مسلمان اپنی ترقی چاہتے ہیں۔ تو دو چیزیں ضروری ہیں۔ ۱۔ اتفاق۔ تم سب متفق ہو جاؤ تو ایٹم بم بھی تمہیں گزند نہیں پہنچا سکے گا۔ ہمارے (جدوجہد) نے جو فتح حاصل کی یہ اسلحہ سے نہیں اور جہاد [illegible] کی وجہ سے ہے۔ بلکہ اللہ کے وعدۂ نصرت کی وجہ سے ہے، جو اتفاق و اتحاد کا نتیجہ ہوتا ہے — دوسری چیز شیخ الہند نے قرآن مجید تلاوت کرنے، پڑھیں، سمجھیں، اس پر اکٹھے ہوں، اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لیں، اور قرآن مسلمانوں کے دماغ میں اسلام کی طرح رچ بس جائے۔ حضرت شیخ الہند نے قید و بند کی مشقتیں اٹھائیں اور سالہا سال کے مجاہدات کے بعد زندگی بھر کا تجربہ دو لفظوں میں پیش کیا کہ اگر تم میں اتفاق ہے اور قرآن پر عمل ہے۔ تو دنیا کی کوئی طاقت تمہیں شکست نہیں دے سکتی۔ انگریز اور دوسرے دشمنوں کی ساری کوشش یہ ہے کہ قرآن سے ہمارا رشتہ کاٹ دیا جائے۔ انہوں نے کالجوں اور دیگر تحریکوں کو اسی خاطر چلایا۔ آج مسلمان تمام دن ریڈیو سے گانا بجانا سنتے رہتے ہیں۔ مگر تلاوت یا درس قرآن سن لیں تو اسے فوراً بند کر دیتے ہیں۔ یہ قرآن سے نفرت نہیں تو کیا ہے۔ اسی طرح دشمن نے ہم میں فرقہ بندی اور تفرقہ بازی کی کوشش کی کہ ہم میں اختلاف پیدا ہو۔ دوسری بات یہ کہ ہر شخص سوچے کہ میں نے کتنا قرآن پڑھا۔ کتنا یاد کیا اور کتنا اس پر عمل کیا۔ اور پھر دیکھئے کہ کس طرح اسلام کا جھنڈا دنیا بھر میں بلند ہوتا ہے۔ انشاء اللہ۔

(شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحب۔ اقتباس از خطبہ جمعہ ۲۲ اکتوبر ۱۹۶۵ء)